

## لبیک

نوحی صا دل

میں اسے حج قرع اندازی میں نام نہ نکلنے کا کوئی احساس نہیں ہوتا تھا  
مگر وقت گزرنے کے ساتھ دھیرے دھیرے یہ احساس دل میں  
جاگزیں ہوتا گیا۔ اللہ کے گھر کے دیدار کا شوق وقت کے ساتھ  
جوان اور وہ خود بوڑھا ہوتا چلا گیا۔

”لے بھی ریاض.....“ اچانک کسی نے اس کے کندھے  
پر ہاتھ مارا۔ اس نے چونک کر گردن گھمائی۔ برابر میں اس کا پرانا  
ساتھی محمود کھڑا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ”اس مرتبہ بھی تیرا نام رہ گیا.....  
لگتا ہے کہ حج تیرے نصیب میں نہیں ہے۔“

”کیوں بھی تمہیں کیسے پتا؟“ ایک اور ساتھی اکبر بھی  
قریب کھڑا اُس کی بات سن رہا تھا۔ ”نصیب کے بارے میں  
صرف اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ بس وہی عالم الغیب ہے اور کوئی نہیں۔“  
پھر اکبر نے ریاض الدین سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”دل چھوٹا نہ کرو  
..... ہو سکتا ہے، اگلے سال تمہارا نام نکل آئے۔“

”اگلے سال؟“ ریاض الدین نے پچھلے انداز میں  
مسکراتے ہوئے گہری سانس لی۔ ”کون سے اگلے سال..... ہر  
سال مجھے یہی سننے ملتا ہے کہ اگلے سال۔“

”دیکھ بڑے بھائی.....“ اکبر نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے  
کہا۔ ”تیرے نصیب میں اگر حج لکھا ہے تو لازمی جاؤ گے..... اگر  
نہیں تو پھر کچھ نہیں ہو سکتا..... حج پر وہی جاتا ہے، جس کا بلا وہ آتا  
ہے۔ یہ محمود تو حج کر کے آ گیا ہے..... مگر مجھے بھی تو دیکھ..... میرا  
بھی کبھی نام نہیں نکلا۔“

”مگر بھائی..... تمہاری نوکری کو ابھی صرف بارہ سال ہی  
ہوئے ہیں۔ میں تو پینتیس سال سے یہاں کام کر رہا ہے اور اب  
اگلے سال ریٹائر ہو جاؤں گا..... تمہارے پاس تو ابھی کافی چانس  
ہے۔“ ریاض الدین نے کمزور سے آواز میں کہا۔ اکبر اس سے عمر

اور اعلان کے ساتھ ہی اس کے اعصاب پر چھائی  
ہوئی تناؤ کی کیفیت ایک دم ختم ہو گئی۔ ساتھ ہی وہ ڈھیلے سے وجود  
کے ساتھ مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔

”ایک سال..... پھر ایک سال انتظار.....“ ہمیشہ کی طرح  
اس کے ذہن میں یہ الفاظ گونجنے اور ان کی بازگشت دماغ کی  
دیواروں سے سر پھوڑنے لگی۔

معا اس نے چونک کر گرد و پیش کا جائزہ لیا۔ لوگ تالیاں  
بجا رہے تھے۔ اُن کی آوازوں سے ہال گونج رہا تھا۔

ہر سال کی طرح اس بار بھی فیکٹری کی جانب سے بذریعہ  
قرع اندازی تین افراد کو حج پر بھیجا جا رہا تھا۔ آج قرع اندازی تھی  
اور تین ورکرز کے نام نکل آئے تھے۔ اُن کے چہرے مسرت و  
شادمانی سے دھک رہے تھے۔ ہر کوئی انھیں مبارک دے رہا تھا۔ حج  
قرع اندازی کا یہ سلسلہ برسوں سے جاری تھا۔ پوری فیکٹری کے  
عام ملازمین سے لے کر آفیسروں کے ناموں کی پرچیاں قرعہ  
اندازی میں شامل کی جاتیں اور منصفانہ طریقے سے تین افراد چن  
لیے جاتے۔ اس میں نئے یا پرانے ملازم کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ کئی  
بار ایسا ہوا کہ قسمت کسی نئے ملازم پر مہربان ہو گئی اور بعض پرانے  
ورکرز کا نام آج تک نہیں نکلا۔

ریاض الدین کو اس فیکٹری میں ملازمت کرتے ہوئے  
پینتیس سال ہو گئے تھے۔ تب وہ نوجوان تھا۔ شروع کے سالوں

میں کافی چھوٹا تھا، لیکن اُن دونوں میں اچھی دوستی تھی۔ ”اگلے سال تو آپ ریٹائر ہو جائیں گے نا؟“ اس کی

بیوی نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔ ”کوئی بات نہیں..... ابھی ایک سال کا چانس اور ہے

تمہارے پاس۔“ اکبر نے مسکراتے ہوئے اسے تھپکی دی۔ ”چلو

آؤ..... کینٹین سے اچھی سی چائے ہو جائے۔“

ریاض سر ہلاتے ہوئے اس کے ساتھ چل دیا۔

☆☆☆

”ہاں بیٹا وہ تو ٹھیک ہے، مگر دل میں حسرت رہ جائے گی

اللہ کا گھر دیکھنے کی۔“ ریاض کے دل سے ہوک سی نکلی۔

”شاید اللہ ہی کوئی سبب بنا دے۔“ اُن کی بیوی نے اوپر

دیکھتے ہوئے کہا۔

”ان شاء اللہ۔“ ہادیہ نے بلند آواز میں کہا۔

ریاض خاموشی سے کھانا کھانے لگا۔

☆☆☆

ایک سال پلک جھپکتے ہی گزر گیا۔

اس سال کئی افراد ریٹائر ہو رہے تھے، اُن میں ریاض

الدین کا نام بھی شامل تھا۔ اسے ریٹائرمنٹ کا غم نہیں تھا۔ بس اس

کے دل میں ایک ہی خواہش چل رہی تھی کہ کاش وہ بھی اللہ کے گھر

حاضری دے آتا۔ ابھی اس کے پاس ایک موقع باقی تھا۔ اس بار

بھی حج قرعہ اندازی میں اس کا نام ڈالا جاتا تھا۔

”اس سال اکتوبر میں میری ریٹائرمنٹ ہو رہی ہے۔“

ریاض الدین نے دھیرے سے کہا۔ وہ لنچ ٹائم میں محمود اور اکبر کے

ساتھ کینٹین میں کھانا کھا رہا تھا۔

”چل یار۔ اب تو تیرے بڑے بیٹے کی اچھی نوکری بھی

ہو گئی ہے..... اب تجھے کس بات کا مسئلہ ہے۔“ محمود نے لقمہ

توڑتے ہوئے کہا۔ ”ریٹائر تو سب نے ہونا ہے..... کون سا تو ابھی

دنیا سے ریٹائر ہو رہا ہے۔“

”ندیم تو ابھی ڈیوٹی سے آکر کسی دوست کے پاس گیا ہے

اور رضوان پڑھنے گیا ہے۔“ اُن کی بیوی نے سامنے بیٹھتے ہوئے

بتایا۔

ہادیہ کھانا لگا رہی تھی۔

”وہ تو ٹھیک ہے یار..... مگر..... بس وہ..... حج میں میرا نام نہیں نکل سکا یار۔ افسوس تو ہو گا نا۔“ ریاض الدین سر جھکائے بول رہا تھا۔ ”آج کل کے دور میں تو حج کرنا آسان بھی نہیں ہے۔

لاکھوں روپے پاس ہوں تو حج پر جاسکتے ہیں..... کم از کم مجھ جیسا مڈل کلاس آدمی تو سوچ بھی نہیں سکتا۔“

”بھائی میرے..... وہ جو ریٹائرمنٹ کا پیسہ بھی تو ملے گا اس کا کیا کرو گے؟ اس رقم سے حج ہو سکتا ہے..... چلے جانا..... تمہیں کس نے روکا ہے؟“ محمود نے کہا۔

”اس پیسے سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا ہے۔“ ریاض نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیے۔ اس دوران اکبر خاموشی سے کھاتے ہوئے اُن دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ ریاض بول رہا تھا۔ ”ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ میری جوان بیٹی گھر بیٹھی رہے اور میں حج پر چلا جاؤں..... اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟“

”بس تو بھیا..... پھر عیش کرو..... اپنی یہ حسرت دل سے نکالو اور کچھ اور سوچ لو۔“ محمود نے ماچس کی تیلی سے دانتوں میں خلل کرتے ہوئے کہا۔

”کل قرعہ اندازی ہے حج کی..... دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے..... کیا پتا قسمت تم پر مہربان ہو جائے۔“ اکبر نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا۔

”اللہ مالک ہے۔“ ریاض کے منہ سے نکلا۔

☆ ☆ ☆ اور پھر وہی ہوا، جس کا ریاض کو خدشہ تھا۔ اس مرتبہ بھی حج قرعہ اندازی میں اس کا نام نہیں نکلا۔ اس کے آنکھیں شدت غم سے خود بخود بھیگ گئیں۔

مگر اس کے دوست اکبر کا نام نکل آیا تھا۔ ریاض چپکے سے رکھیں۔ ”مالک نے اُن کے سلام کا جواب دے کر خالی کرسی کی

اپنی آنکھیں صاف کر کے اکبر کے پاس پہنچا..... اس کے پاس اور بھی لوگ کھڑے تھے اور سب اسے مبارک باد دے رہے تھے۔

ریاض نے بھی اسے مبارک دی۔

”خیر مبارک۔“ اکبر نے اسے گلے سے لگایا۔

”نصیب والے ہو یار.....“ ریاض نے اسے بھینچتے ہوئے کہا۔ ”اللہ کا گھر دیکھو گے۔“

”بس یہ تم جیسے دوستوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے یار۔“ اکبر نے بھی گرم جوشی سے جواب دیا۔

”اللہ مبارک کرے..... میرے لیے خاص طور پر دعا کرنا بھائی۔“ ریاض گلوگیر لہجے میں بولا۔ باوجود کوشش کے وہ اپنی رقت پر قابو نہ رکھ سکا تھا۔ اندر سے درد کا ایک ریلا اُبل کر چہرے تک آ گیا تھا۔

اکبر اس کی کیفیت سے آگاہ تھا۔ اس نے دوبارہ ریاض کو گلے لگایا۔ ”بالکل..... میں تمہارے لیے تو خاص طور پر الگ سے دعا کروں گا۔“

”تم اپنی آنکھوں سے خانہ کعبہ اور روضہ رسول ﷺ دیکھو گے یار..... کیا قسمت ہے تمہاری۔“ ریاض جذباتی ہو رہا تھا۔ اکبر اسے تھپکنے لگا۔

☆ ☆ ☆ چڑا اسی نے دروازہ کھولا اور ریاض دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ ابھی وہ کام میں مصروف تھا کہ اسے خبر دی گئی، مالک اُسے یاد کر رہے ہیں۔ ریاض سمجھ گیا کہ ریٹائرمنٹ کے بارے میں کوئی بات کرنی ہوگی۔

”آئیے آئیے ریاض صاحب..... آئیں تشریف رکھیں۔“ مالک نے اُن کے سلام کا جواب دے کر خالی کرسی کی

جانب اشارہ کیا۔ ریاض الدین خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہوں..... تو اب آپ ریٹائر ہو رہے ہیں..... ایک ماہ بعد“ مالک نے اُن کے چہرے کا جائزہ لیا۔ ”آدھی زندگی آپ نے اس ادارے میں وقف کر دی۔“

”جی صاحب جی۔“ ریاض کے منہ سے بمشکل نکلا۔

”گلد..... تو پھر کیا سوچا آپ نے؟“

”سوچنا کیسا صاحب جی..... کچھ بھی نہیں..... اب کیا سوچوں گا بھلا۔“ ریاض کے ہونٹوں پر پھینکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

”میرا مطلب ہے..... حج کے بارے میں؟“ مالک اُن کے بدلتے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

”جج؟“ ریاض نے چونک کر اُسے دیکھا۔ پھر مایوسانہ لہجے میں بولا۔ ”بس صاحب جی..... حج تو نصیب والے کرتے ہیں۔ میرا تو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی قریب اندازی میں نام نہیں نکلا۔ اللہ کی یہی مرضی ہے تو بس ٹھیک ہے..... شکوہ کیا۔“

”جانتا ہوں..... سب پتا ہے.....“ مالک نے بھنویں اُچکانیں۔ ”لیکن..... پھر بھی آپ حج پر جا رہے ہیں۔“

چند سیکنڈ تک تو ریاض پر اس جملے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ بہ دستور سر جھکائے بیٹھا تھا، مگر جب جملہ سمجھ میں آیا تو اس نے چونک کر مالک کی طرف دیکھا۔ وہ معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا۔

”جی ہاں..... آپ حج پر جا رہے ہیں اور یہ پکی بات ہے۔“ مالک نے دوبارہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”مم..... مگر..... میرا تو نام..... آپ..... آپ کیا بول رہے ہیں..... میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔“ ریاض کی آواز ڈگمگا رہی تھی۔

مالک نے جواب دینے کے بجائے انٹرکام کا ریسور اٹھا کر آہستہ سے کہا۔ ”اے سمجھو اندر۔“

ریاض منہ کھولے اُسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔

اتنے میں دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور مالک کی اجازت کے بعد کوئی اندر آیا۔ ریاض نے ابھی پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔

مالک نے آنے والے سے کہا۔ ”لو بھئی..... ریاض صاحب میری بات کا یقین نہیں کر رہے ہیں..... اب تم ہی انہیں سمجھاؤ۔“

پھر آنے والا ریاض صاحب کی برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب ریاض نے اُسے دیکھا۔ وہ اکبر تھا۔ ریاض حیران رہ گیا، مگر اُس کے منہ سے آواز نہیں نکلی۔ اکبر مسکراتے ہوئے اُسے دیکھنے لگا اور پھر بولا۔ ”ہاں یہ ٹھیک ہے..... تم حج پر جا رہے ہو..... میری مالک سے بات ہو گئی ہے..... میری جگہ تم جاؤ گے۔“

”لل..... لیکن..... اکبر.....“ ریاض کے منہ سے اتنا ہی نکل سکا۔ مالک اُسے دل چسپ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اکبر کی بات جاری تھی۔ ”میرے پاس تو ابھی کافی چانس ہیں اور تمہارے پاس کوئی موقع نہیں بچا تھا۔“

”ایسا کیسے ہو سکتا ہے یار.....“

”کیوں نہیں ہو سکتا..... باقی رہے تمہارے کاغذات اور پاسپورٹ وغیرہ..... وہ سب کام ارجنٹ ہو جائیں گے، فیکٹری کے خرچے سے۔“ مالک نے گفتگو میں حصہ لیا۔

ریاض کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ”میں کیا بولوں..... میری تو عقل ہی کام نہیں کر رہی۔“

”اور ہاں..... سب سے اہم بات یہ ہے کہ تم اکیلے نہیں جاؤ گے۔ تمہاری بیوی بھی ساتھ جائے گی..... اس کے لیے میں



نے اکاونٹ کو خاص ہدایت کردی ہے..... بس اب تم دونوں کے  
کاغذات فوراً تیار کروانے ہیں۔“  
ریاض پتھر کا بت بنا رہا تھا۔ وہ شکریہ کرنا بھی بھول گیا تھا۔  
☆ ☆ ☆  
تب اُسے کچھ یاد آیا۔ ”اُوہ..... اچھا..... اچھا..... یاد آیا  
مجھے..... جس دن حج تھا، اُس رات میں نے خواب میں خود کو خانہء  
کعبہ کا طواف کرتے دیکھا تھا۔ مگر..... مگر بھائی..... وہ تو محض  
خواب تھا..... ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔“ اکبر بڑبڑانے لگا۔ ”جب کہ  
میں حقیقت میں تو وہاں گیا ہی نہیں تھا۔“

جج سے واپسی پر ریاض اپنے گھر کے بعد سب سے پہلے  
اکبر کے گھر پہنچا۔ اکبر نے دیکھتے ہی اُسے گلے لگالیا۔  
”بہت بہت مبارک ہو..... آخر تم نے اللہ کا گھر دیکھ ہی  
لیا۔“

”مگر تم نے بتایا ہی نہیں کہ تم بھی جا رہے ہو۔“ ریاض نے  
شکایتی لہجے میں کہا۔  
”کیا مطلب؟“ اکبر حیران ہو کر اس کی صورت دیکھنے  
لگا۔

”کہاں غائب ہو گئے تھے تم؟ میں آواز دیتا رہ گیا..... تم  
کچھ ہی دور تھے..... رش کی وجہ سے میں تم تک نہیں پہنچ سکا..... پھر  
تم پتا نہیں کہاں غائب ہو گئے۔“ ریاض بتا رہا تھا۔  
”کہاں دیکھا تھا..... کیا بول رہے ہو تم بھائی..... میری  
سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے؟“ اکبر کے انداز میں حیرت اور لافلتی  
تھی۔

”خانہء کعبہ کا طواف کرتے ہوئے میں نے تمہیں دیکھ لیا  
تھا..... تم بھی طواف کر رہے تھے وہاں۔“ ریاض بغور اُسے دیکھتے  
ہوئے بولا۔

اس کے لہجے کی مضبوطی اور یقین نے اکبر کو ٹھکنے پر مجبور کر  
دیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار نمایاں ہو گئے۔ خوشی سے  
اس کے ہاتھ پیروں میں رعشہ آ گیا تھا۔ ”مجھے..... مجھے..... خانہء  
کعبہ میں.....؟“

اکبر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ ”الحمد للہ.....“  
ختم شد